

از عدالت اعظمی

ریاست اور یساو دیگر

بنام

مسرز چاکو بھائی گیلا بھائی اور کمپنی

(ایس کے داس، ایم ہدایت اللہ، کے سی داس گپتا، جے سی شاہ اور این راجگو پالا آنگر، جسٹسز)

سیلز ٹیکس - سیلز ٹیکس اتھارٹی - چاہے عدالتیں - اپیل کی یادداشت اور نظر ثانی کے لیے درخواست پرنس کا
محصول - چاہے ٹیکس - قانونی اہلیت - جہاں فروخت متاثر ہوئی ہو - حقائق کے قانون کا سوال - کئی سہ
ماہیوں کے لیے ایک نوٹس جاری کرنا - قانونی حیثیت - اور یساو سیلز ٹیکس ایکٹ، 1947 (1947 کا اڑیسہ
14)، سیکشن 2(g)، 12(5)، 29(2)(s) - اور یساو سیلز ٹیکس روٹز، 1947، قاعدے - 20،
59 - گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1935 (25 اور 26 جیو - 5، باب 42)، ساتواں شیڈول، فہرست
دوم، آئٹم 1، 48، 54،

مدعا لیہ فرم، جس کا صدر دفتر مدھیہ پردیش میں تھا اور 1948 سے 1951 کے
دوران اڑیسہ کے کچھ جنگلاتی علاقوں سے بیڑی کے پتے جمع کرنے اور انہیں ریاست اڑیسہ
سے باہر مختلف مقامات پر پھیلانے میں مصروف تھی، نے اڑیسہ سیلز ٹیکس ایکٹ 1947 کے تحت
خود کو ڈیلر کے طور پر رجسٹرڈ نہیں کرایا، اور اسے جاری کردہ نوٹس کے باوجود ریٹرن جمع نہیں
کیا۔ اس کی وجہ بتانے کے لیے کہا گیا کہ اس کے تحت دفعہ 12(5) جرمانہ کیوں نہیں لگایا جانا
چاہیے۔ اس کے بعد تشخیص کرنے والی اتھارٹی اپنے بہترین فیصلے کے مطابق ٹیکس کا جائزہ
لینے کے لیے آگے بڑھی اور بارہ سہ ماہیوں میں سے ہر ایک کے لیے قابل ٹیکس کاروبار کا تعین
کیا، پہلی سہ ماہی جو 30 جون 1948 کو ختم ہوئی اور آخری سہ ماہی جو 31 مارچ 1951 کو ختم
ہوئی۔ روپے کا جرمانہ۔ ہر سہ ماہی کے لیے 500 بھی عائد کیے گئے تھے۔ تشخیص اور جرمانے
کے احکامات کے خلاف سیلز ٹیکس کے اسٹنٹ کلکٹر میں مدعا علیہ کی اپیل کو مسترد کر دیا گیا، اور
تجارتی ٹیکس کے کلکٹر نے نظر ثانی کی درخواست کو مسترد کر دیا کیونکہ یہ وقت سے باہر دائر کی گئی
تھی۔ اپیلٹ اتھارٹی کے سامنے کی گئی درخواستوں میں سے ایک یہ تھی کہ مدعا علیہ اڑیسہ میں ڈیلر
نہیں تھا کیونکہ اڑیسہ میں بیڑی کے پتوں کی فروخت متاثر نہیں ہوئی تھی، لیکن اپیل کی سماعت پر

مدعا علیہ کے وکیل نے تسلیم کیا کہ فروخت اڑیسہ میں مکمل ہوئی تھی۔ ہائی کورٹ نے مدعا علیہ کی طرف سے دائر رٹ پٹیشن پر، اسسمنٹ اور جرمانے کے احکامات کو اس بنیاد پر خارج کر دیا کہ (1) اسسمنٹ کے احکامات خراب تھے کیونکہ اس کی دوسری شق کو منسوخ کر دیا گیا تھا۔ 2(g) ایڈاپٹیشن آف لا آرڈر، 1950 کے ذریعہ "سیل" کی وضاحت کرنے والے ایکٹ کے، (2) کہ اپیل کے میمورنڈم پر فیس کا محصولات اور درج ذیل درجہ بند پیمانے پر نظر ثانی شدہ درخواست۔ 59 کے ساتھ پڑھیں۔ 29(2) (قانون کی دفعات) ایک ایسے ٹیکس کے نفاذ کے مترادف ہے جو ریاست کی اہلیت سے باہر تھا، اور (3) اس کے تحت جاری کردہ نوٹس۔ 12 (5) ایکٹ قانون کے مطابق نہیں تھا، کیونکہ ہر سہ ماہی کے لیے علیحدہ نوٹس جاری نہیں کیے گئے تھے۔

قرار دیا گیا، (1) یہ سوال کہ فروخت کہاں مکمل ہوئی تھی، حقائق پر منحصر ہے اور یہ خالص قانون کا سوال نہیں تھا اور اس لیے مدعا علیہ کے وکیل کی طرف سے کیا گیا اعتراف مدعا علیہ پر پابند تھا؛ اور یہ کہ چونکہ داخلہ سیلز کے ساتھ لایا گیا تھا۔ 2(g) ایکٹ کی دوسری شق پر غور کرنا غیر ضروری تھا۔ 2(g) اور سیلز ٹیکس کے ذمہ دار تھے؛

(2) کہ سیلز ٹیکس کے حکام بشمول سیلز ٹیکس کے اسسٹنٹ کلکٹر اور کمرشل ٹیکس کے کلکٹر، اگرچہ انہوں نے ایکٹ کے تحت نیم عدالتی کام انجام دیے، اصطلاح "عدالت" کے تحت معنوں میں عدالتیں نہیں تھیں؛

(3) وہ فیس جو قاعدہ 59 کے تحت عائد کی جاتی ہیں بشمول دفعہ 29(2) کے ساتھ پڑھا جائے ایکٹ کے تحت ٹیکس میں نہیں تھے بلکہ سرکاری ایجنسی کے ذریعہ فراہم کردہ خدمات کے لیے عائد کیے گئے تھے۔ دفعہ 29(2) قانون سازی کی نااہلی کی بنیاد پر غلط نہیں تھی۔ اور قاعدہ 59 کے تحت جس کی اجازت تھی اس سے آگے نہیں گیا؛

کمشنر، ہندو مذہبی اوقاف، مدراس بمقابلہ سری شیرو مٹھ کے سری لکشمیدرا تیرتھ سوامیار، [1954] ایس سی آر 1005، پر بھروسہ کیا۔

(4) یہ کہ دفعہ 12 (5) ایکٹ کے تحت ایک بہت سے سہ ماہیوں کی نوٹس دینا قانون کے خلاف نہیں کیونکہ جو یہ دفعہ ہے یہ مدت کا حوالہ دیتا ہے جو یکہ سہ ماہی سے بھی زیادہ ہوگا۔ جاری کیا جائے۔

شہری اپیل کا عدالتی فیصلہ:

1957 کی سول اپیل نمبر 710-

1954 کے او بے سی نمبر 92 میں اڑیسہ ہائی کورٹ کے 5 ستمبر 1955 کے فیصلے اور

حکم سے اپیل۔

اپیل گزاروں کے لیے این سی چٹرجی، ایچ جے امریکر اور ٹی ایم سین۔

جواب دہندگان کے لیے ایم ٹھا کر اور جے بی دادا چنجی۔

مداخلت کرنے والے کے لیے گوپال کرشنن اور جے بی دادا چنجی۔

20 ستمبر 1960 عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

ایس کے داس جسٹس:-

یہ اڑیسہ کی ہائی کورٹ کی طرف سے دیے گئے سند پر اپیل ہے۔ اپیل کنندگان ریاست

اڑیسہ اور تجارتی ٹیکسوں کے کلکٹر، اڑیسہ ہیں۔ مدعا علیہ ایک شراکتی فرم ہے جسے میسرں کہا جاتا

ہے۔ چاکو بھائی گیلا بھائی اینڈ کمپنی 'بیڑی' کے پتوں کا کاروبار کرتی ہے۔

مختصر حقائق یہ ہیں۔ مدعا علیہ فرم کا صدر دفتر مدھیہ پردیش کے باگ بہرا میں ہے۔

1948 سے 1951 کے دوران یہ اڑیسہ کے بعض جنگلاتی علاقوں سے 'بیڑی' کے پتے جمع

کرنے میں مصروف تھا۔ اس طرح جمع کیے گئے پتوں کو بندلوں میں بنا کر اڑیسہ میں مدعا علیہ

کے گوداموں میں محفوظ کیا جاتا تھا۔ اس کے بعد انہیں بیچ کر ریاست اڑیسہ سے باہر مختلف

مقامات پر بھیج دیا گیا۔ مدعا علیہ نے اڑیسہ سیلز ٹیکس ایکٹ، 1947 (1947 کا اڑیسہ ایکٹ

XIV) کے تحت خود کو ڈیلر کے طور پر رجسٹرڈ نہیں کرایا، جسے اس کے بعد ایکٹ کہا جاتا ہے۔ 21

جولائی 1950 کو اسسٹ اینٹ سیلز ٹیکس آفیسر، پٹنہ سرکل کی طرف سے مدعا علیہ کو ایک نوٹس

جاری کیا گیا تھا، جس میں اسے فارم نمبر 1 میں ریٹرن جمع کرنے کی ضرورت تھی۔ IV اڑیسہ

ایکٹ 1947 سے شروع ہونے والی اور 30 جون 1950 تک کی ہر سہ ماہی کے لیے اس

کے کاروبار کی تفصیلات الگ سے دکھاتا ہے۔

1 مدعا علیہ سے یہ بھی پوچھا گیا کہ ایکٹ کے دفعہ 12 (5) کے تحت اس پر جرمانہ

کیوں نہیں لگایا جانا چاہیے۔ اس نوٹس پر مدعا علیہ نے کافی حد تک اس اثر کا جواب بھیجا کہ اس

نے اڑیسہ میں کوئی فروخت کا کاروبار نہیں کیا اور اس لیے اڑیسہ میں ڈیلر کے طور پر خود کو رجسٹر

کرنے یا ایکٹ کے تحت سیلز ٹیکس ادا کرنے کی کوئی ذمہ داری نہیں تھی۔ اس کے بعد، مدعا علیہ

نے تشخیص کی کارروائی میں کوئی حصہ نہیں لیا اور 30 جون 1951 کے علاوہ تشخیص کرنے والی اتھارٹی کے سامنے پیش نہیں ہوا، جب اس کا ایک شراکت دار نورام پوپت بھائی پیش ہوا اور کہا کہ کھاتے باگ بہرا میں تھے اور اڑیسہ سے بیڑی کی چھٹیوں کو دوسرے کے ساتھ ملا دیا گیا تھا۔ بھیجتا ہے اور اس لیے وہ اڑیسہ میں کاروبار کا درست حساب دینے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ تاہم، یہ تسلیم کیا گیا کہ 'بیڑی' کے پتے اڑیسہ میں جمع کیے جاتے تھے، پروسیس کیے جاتے تھے اور فروخت کے لیے تیار کیے جاتے تھے اور پھر اڑیسہ کے گوداموں میں محفوظ کیے جاتے تھے۔ پھر انہیں اڑیسہ سے باہر مختلف گاہوں کو فروخت کر کے بھج دیا جاتا تھا۔ تشخیص کرنے والی اتھارٹی نے اس کے سامنے موجود مواد پر مؤقف اختیار کیا کہ 'بیڑی' کے پتوں میں جائیداد کی منتقلی جیسا کہ مذکورہ بالا صارفین کو فروخت اور بھیجی گئی تھی اڑیسہ میں مکمل ہوئی تھی اور مدعا علیہ جان بوجھ کر خود کو رجسٹرڈ کرنے اور اپنے کاروبار کا ریٹرن جمع کرنے میں ناکام رہا۔ اس کے بعد تشخیص کرنے والی اتھارٹی نے اپنے بہترین فیصلے کے مطابق ٹیکس کا اندازہ لگانے کے لیے آگے بڑھا اور قابل ٹیکس کاروبار کا تعین کیا۔ پہلی سہ ماہی ختم ہونے والی بارہ سہ ماہیوں میں سے ہر ایک کے لیے 61,250 اور 30 جون 1948 کو، اور آخری سہ ماہی 31 مارچ 1951 کو ختم ہوئی۔ اس نے پانچ سو روپے کا جرمانہ ہر سہ ماہی پر عائد کیا۔ تشخیص کے احکامات دو تاریخوں پر دیے گئے تھے۔ 4 جولائی 1951 کو چار سہ ماہیوں کے لیے اور 29 اگست 1951 کو بقیہ آٹھ سہ ماہیوں کے لیے۔ تشخیص کے ان احکامات کے خلاف مدعا علیہ نے سیلز ٹیکس کے اسٹنٹ کلکٹر، سمبل پور سے اپیل کی۔ اپیلٹ اتھارٹی کے سامنے کی گئی درخواستوں میں سے ایک یہ تھی کہ مدعا علیہ اڑیسہ میں ڈیلر نہیں تھا کیونکہ اڑیسہ میں 'بیڑی' کے پتوں کی فروخت متاثر نہیں ہوئی تھی۔ اپیل کی سماعت کے دوران اس عرضی کو ترک کر دیا گیا، اور مدعا علیہ کے وکیل نے اس بات کا اعتراف کیا کہ "فروخت اڑیسہ میں مکمل ہو گئی تھی"۔ اس کے بعد اپیل کی سماعت ان دلائل پر ہوئی کہ (1) طے شدہ کاروبار حد سے زیادہ تھا، اور (2) کہ کوئی جرمانہ عائد نہیں کیا جانا چاہیے تھا۔ ان دلائل کو اپیلٹ اتھارٹی نے مسترد کر دیا تھا۔ اس کے بعد مدعا علیہ نے نظر ثانی کی درخواست دائر کی، لیکن وقت سے باہر دائر کی گئی نظر ثانی کی درخواست کو کلکٹر آف کمرشل ٹیکسز، اڑیسہ نے مسترد کر دیا۔

مدعا علیہ نے ایک رٹ پٹیشن کے ذریعے اڑیسہ کی ہائی کورٹ کا رخ کیا جس میں یہ دلیل دی گئی تھی کہ (1) مدعا علیہ اڑیسہ میں ڈیلر نہیں تھا؛ (2) آئین کے بعد کی فروخت

آرٹیکل کی وضاحت کے معنی میں فروخت تھی۔ آرٹیکل 286(1)(a) جیسا کہ اس وقت تھا اور اڑیسہ ان پرنٹس نہیں لگا سکتا تھا؛ (3) 12 (5) ایکٹ کے تحت نوٹس بہت سے وجوہات پر غیر قانونی تھی، 4 یہ کہ اڑیسہ سیلز ٹیکس رولز، 1947 کے قاعدہ 59 کے تحت مدعا علیہ کی اپیل اور نظر ثانی کی درخواست پر عائد فیس قانون میں جائز نہیں تھی؛ اور (5) کہ تشخیص غیر قانونی طور پر کی گئی تھی اور اسی طرح 12 (5) ایکٹ کے تحت غیر قانونی تھا۔ ان تنازعات پر مدعا علیہ نے تشخیص کی کارروائی اور مطالبے کے نوٹس کو کالعدم قرار دیتے ہوئے ایک رٹ اور ادا کی گئی فیس کی واپسی کے لیے ہدایت طلب کی۔ ہائی کورٹ نے 5 ستمبر 1955 کے اپنے فیصلے اور حکم نامے کے ذریعے عرضی کو منظور کیا۔ اس نے تشخیص کے احکامات کو منسوخ کر دیا، ادا کی گئی فیس کی واپسی کی ہدایت کی اور مزید حکم دیا کہ مدعا علیہ کو "اپنے لین دین کی واپسی پیش کرنے" کی ہدایت کی جائے گی۔

: زیر دفعہ 11 اس مدت کے لیے جس کے تحت اسے نوٹس جاری کیا گیا تھا۔ 11(1) ایکٹ کا۔ "اپنے احکامات کی حمایت میں ہائی کورٹ مندرجہ ذیل نتائج پر پہنچی: (1) کہ دوسری شق کی منسوخی کی وجہ سے تشخیص کے احکامات خراب تھے۔ دفعہ 2 (g) ایڈاپٹیشن آف لا آرڈر، 1950 کے ذریعہ "سیل" کی وضاحت کرنے والے ایکٹ کا؛ (2) کہ درجہ بندی پیمانے پر فیس عائد کرنا ایک ایسے ٹیکس کے نفاذ کے مترادف ہے جو غیر ضروری تھا اور ریاستی حکومت کے قواعد بنانے کے اختیار سے باہر تھا؛ اور (3) جس کے تحت نوٹس جاری کیا گیا تھا۔ دفعہ 12 (5) کے مطابق نہیں تھا۔

اپیل گزاروں کی جانب سے یہ دلیل دی گئی ہے کہ ہائی کورٹ ان تینوں نتائج کے حوالے سے غلطی پر تھی جن پر وہ پہنچی تھی۔ جہاں تک ہائی کورٹ کے اس نتیجے کا تعلق ہے کہ دوسری شق کی منسوخی کی وجہ سے تشخیص کے احکامات خراب تھے۔ دفعہ 2 (g) ایکٹ کے تحت، ہم سمجھتے ہیں کہ ہائی کورٹ نے واضح طور پر غلطی کی تھی۔ جواب دہندہ کی جانب سے کیے گئے اعتراف کے پیش نظر، دوسری شرائط سے نمٹنا بالکل غیر ضروری تھا۔ دفعہ 2 (g) ایکٹ کا یا ایڈاپٹیشن آف لا آرڈر، 1950 کے ذریعے اس کی منسوخی کے اثر یا اس کے پیراگراف 20 میں محفوظ کلاز کے اثر پر غور کرنا۔ مدعا علیہ کی جانب سے اعتراف، جو اپیلٹ اتھارٹی کے ذریعے ریکارڈ کیے گئے بہت واضح الفاظ میں کیا گیا تھا، یہ تھا کہ فروخت اڑیسہ ایکٹ کی دفعہ 2 (جی) میں مکمل ہوئی تھی۔ کہا گیا ہے:

“دفعہ 2 (جی)۔” فروخت " کا مطلب ہے، اس کے تمام گراماتی تغیرات اور علمی تاثرات کے ساتھ، نقد یا موخر ادا یگی یا دیگر قیمتی ادا یگی کے لیے سامان میں جائیداد کی کوئی منتقلی، بشمول معاہدے پر عمل درآمد میں شامل سامان میں جائیداد کی منتقلی لیکن اس میں رہن، قیاس آرائی، معاوضہ یا عہد شامل نہیں ہے۔

”اس معاملے میں کیا گیا اعتراف واضح طور پر بیڑی کے پتوں کی فروخت کو اندر تحت 2 (جی) ایکٹ لاتا ہے؛ اور چونکہ اڑیہ میں فروخت مکمل ہو گئی تھی، اس لیے وہ ایکٹ کے تحت ٹیکس کے ذمہ دار تھے۔ دوسری شق پر جانا بالکل غیر ضروری تھا۔ دفعہ 2 (جی) مدعا علیہ کے اعتراف کے پیش نظر۔

مدعا علیہ کے فاضل وکیل نے تجویز پیش کی کہ مدعا علیہ کے وکیل کی طرف سے کیا گیا اعتراف قانون کے سوال پر اعتراف تھا اور اس لیے مدعا علیہ پر پابند نہیں تھا۔ ہم متفق نہیں ہیں۔ وہ سوال جہاں فروخت مکمل ہوتی ہے اس کا انحصار حقائق پر ہوتا ہے اور یہ خالص قانون کا سوال نہیں ہے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ اعتراف کے بعد کسی بھی مرحلے پر مدعا علیہ نے اس کی تردید نہیں کی یا اس کی درستگی کو چیلنج نہیں کیا۔ یہاں تک کہ رٹ پٹیشن میں بھی یہ نہیں کہا گیا تھا کہ غلط اعتراف کیا گیا تھا؛ اس کے برعکس اپیلٹ اتھارٹی کا حکم جس میں اعتراف طے کیا گیا تھا وہ رٹ پٹیشن کا ضمیمہ تھا۔ یہ واقعی سچ ہے کہ رٹ پٹیشن کے پیرا گراف 13 (اے) میں آئین کے بعد کی مدت کی فروخت کے حوالے سے ایک تنازعہ اٹھایا گیا تھا اور آرٹیکل 286 (1) (اے) کی وضاحت کا حوالہ دیا گیا تھا جیسا کہ اس وقت تھا۔ لیکن وضاحت کو راغب کرنے کے لیے ضروری دعوتیں نہیں کی گئیں، اور کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا کہ سامان کو ترسیل کی ریاست میں استعمال کے مقصد سے اڑیہ سے باہر بھیجا گیا تھا۔ دوسرے لفظوں میں، آئین سے پہلے اور آئین کے بعد کی فروخت کے درمیان فرق کرنے کی کوئی بنیاد نہیں رکھی گئی تھی، اور ان سب کے حوالے سے یہ تسلیم کیا گیا تھا کہ وہ اوڑیہ۔ ایک اشتہاری مشن میں مکمل ہوئے تھے جسے کبھی مسٹر دیا چیلنج نہیں کیا گیا تھا۔ اس لیے ہماری رائے ہے کہ ہائی کورٹ نے تشخیص کے احکامات کی غیر آئینی حیثیت کے بارے میں اپنے پہلے نتیجے میں واضح طور پر غلطی کی تھی۔

ہمارا خیال ہے کہ ہائی کورٹ نے بھی میمورنڈم آف اپیل پر عائد فیس کی قانونی حیثیت کے بارے میں اپنے فیصلے میں غلطی کی تھی اور ایکٹ کے سیکشن 29 میں ترمیم کی درخواست قاعدہ بنانے کے اختیار سے متعلق ہے۔ اس میں لکھا ہے:

"دفعہ 29(1) - ریاستی حکومت، بچھلی اشاعت کی شرط کے تابع، اس ایکٹ کے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے قواعد بنا سکتی ہے۔

(2) خاص طور پر اور مذکورہ بالا اختیارات کی عامیت پر تعصب کے بغیر، ایسے قواعد تجویز کر سکتے ہیں:

(s) اپیلوں کے تصفیے کے لیے طریقہ کار اور دیگر معاملات (بشمول فیس) اور اس کے تحت نظر ثانی اور جائزے کے لیے درخواستیں۔ دفعہ "23 اڑیسہ سیلز ٹیکس رولز، 1947 کا قاعدہ 59، جہاں تک یہ ہمارے مقصد کے لیے متعلقہ ہے، کہتا ہے:

"قاعدہ 59 - فیس - قاعدہ 60 کی دفعات کے تابع درج ذیل فیس قابل ادائیگی ہوں گی:

.....(i).....

(ii) تشخیص یا جرمانے یا دونوں کے حکم کے تنازعہ میں رقم کا پانچ فیصد قریب ترین خلاف اپیل کی یادداشت پر یا اس طرح کے روپے کے حساب سے کم از کم ایک روپے حکم پر نظر ثانی یا جائزے کے لیے درخواست اور زیادہ سے زیادہ ایک سو روپے کے تابع ہے۔

.....(iii).....

(iv) درخواست نظر ثانی پر ایک روپیہ۔

پہلا سوال آئی ایف ایس ہے۔ دفعہ 29(2) (s) جہاں تک یہ ریاستی حکومت کو اپیلوں اور نظر ثانی میں درخواستوں کے لیے فیس تجویز کرنے کا قاعدہ بنانے کا اختیار دیتا ہے، صوبائی مقننہ کے قانون سازی کے اختیار میں تھا۔ یہ ایکٹ 1947 میں نافذ کیا گیا تھا اور قانون سازی کے اختیارات کا ذریعہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 میں ملنا چاہیے۔ مذکورہ ایکٹ کے ساتویں شیڈول میں "سامان کی فروخت پر ٹیکس" سے متعلق فہرست II (صوبائی قانون ساز فہرست) کا آئٹم 48 اور آئٹم 54 پڑھتا ہے: "اس فہرست کے کسی بھی معاملے کے سلسلے میں فیس، لیکن کسی بھی عدالت میں لی گئی فیس شامل نہیں۔" آئٹم 1 دیگر باتوں کے ساتھ وفاقی عدالت کے علاوہ تمام عدالتوں کی تشکیل اور تنظیم، اور اس میں لی گئی فیس سے متعلق ہے۔" ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ سیلز ٹیکس کے اسٹنٹ کلکٹر اور کمرشل ٹیکس کے کلکٹر، اڑیسہ سمیت تشخیص کرنے والے حکام "عدالت" کی اصطلاح کے سخت معنی میں عدالتیں نہیں ہیں، حالانکہ وہ

ایکٹ کے تحت نیم عدالتی افعال انجام دیتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک درست نظریہ ہے۔ لیکن یہ لازمی طور پر اس کے تحت عائد فیس کی پیروی نہیں کرتا ہے۔ قاعدہ 59 اور دفعہ 29 (2) (s) غیر قانونی ہیں۔ آئٹم 48 اور 54 کے تحت اس وقت کی صوبائی مقننہ کو سامان کی فروخت پرنٹس اور اس کے سلسلے میں فیس کے لیے قانون بنانے کا اختیار حاصل تھا۔ عدالتی فیس کے حوالے سے بھی صوبائی مقننہ کو آئٹم 1 کے تحت قانون بنانے کا اختیار حاصل تھا۔ ہم ایسا نہیں سوچتے کہ دفعہ 29 (2) (s) قانون سازی کی نااہلی کی بنیاد پر برقرار دیا جاسکتا ہے۔ نہ ہی ہم ایسا سوچتے ہیں۔ قاعدہ 59 اس سے آگے جاتا ہے جس کے تحت 29 (2) (s) اجازت دی گئی ہے۔ عائد کردہ فیس ٹیکس نہیں ہیں؛ وہ "اپیلوں اور نظر ثانی وغیرہ کے لیے درخواستوں کے نمٹارے سے متعلق دیگر معاملات (بشمول فیس)" کے اظہار کے اندر آتے ہیں۔ ہم ہائی کورٹ سے اتفاق کرنے سے قاصر ہیں کہ لفظ 'اتفاقی' کا حوالہ صرف غیر معمولی نوعیت کے معاملے سے ہے۔ اپیل کو نمٹانے کے طریقہ کار میں ایک ضروری ابتدائی معاملہ کے طور پر مناسب فیس پر اپیل دائر کرنا شامل ہے۔ ٹیکس اور فیس کے درمیان فرق پر اس عدالت نے کمشنر، ہندو مذہبی اوقاف، مدراس بمقابلہ سری شیرور مٹھ کے سری لکشمیدرا تیرتھ سوامیار (1) میں غور کیا تھا اور وہاں جو کہا گیا تھا اسے دہرانا غیر ضروری ہے۔ ہم اس بات پر غور کرتے ہیں کہ عائد کردہ فیس باء قاعدہ 59 یہ سرکاری ایجنسی کے ذریعے فراہم کی جانے والی خدمات کے لیے ہیں اور اگرچہ عام طور پر فیس یکساں ہوتی ہیں، لیکن مختلف قسم کی فیس ہو سکتی ہیں اور ایسی تعریف وضع کرنا ممکن نہیں ہے جو تمام معاملات پر لاگو ہو۔

اب، ہائی کورٹ کا آخری نتیجہ یہ ہے کہ اس کے دفعہ 12 (5) کے تحت نوٹس دیا گیا ہے۔ قانون کے مطابق نہیں تھا۔ یہاں ہم دوبارہ سوچتے ہیں کہ ہائی کورٹ غلطی پر تھی۔ یہ نوٹس فارم نمبر میں جاری کیا گیا تھا۔ VI، جو دفعات 11 اور 12 کے مقاصد کے لیے ایک مشترکہ شکل ہے۔ اس کے ساتھ منسلک ایک باورقی حاشیہ میں تشخیص کرنے والے اتھارٹی کو غیر ضروری الفاظ کو اسکور کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہائی کورٹ بتاتی ہے کہ ایسا نہیں کیا گیا تھا۔ تاہم، ہم ہائی کورٹ سے اتفاق کرنے سے قاصر ہیں کہ غیر ضروری الفاظ کو اسکور کرنے میں ناکامی نے نوٹس کو قانونی طور پر خراب کر دیا۔ مدعا علیہ نے نوٹس کا جواب بھیجا اور دعویٰ کیا کہ یہ ایڈیسہ میں ڈیلر نہیں تھا۔ ظاہر ہے، مدعا علیہ کو یہ سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں تھی کہ تحت دفعہ 12 (5) ایکٹ تھا۔ نوٹس میں شرائط میں کہا گیا ہے کہ مدعا علیہ کو وجہ بتانی چاہیے کہ اس کے تحت 12 (5)

ایکٹ کے تحت جرمانہ عائد کیا جائے گا۔ دفعہ 12 (5) جیسا کہ متعلقہ وقت پر کھڑا تھا ان شرائط میں تھا: "ایس۔ 12 (5)۔ اگر اس کے قبضے میں آنے والی معلومات پر، کلکٹر مطمئن ہے کہ کوئی ڈیلر کسی بھی مدت کے سلسلے میں اس ایکٹ کے تحت ٹیکس ادا کرنے کا ذمہ دار رہا ہے اور اس کے باوجود رجسٹریشن کے لیے درخواست دینے میں جان بوجھ کر ناکام رہا ہے، تو کلکٹر، ڈیلر کو اپنے فیصلے کے مطابق،

(1) [1954] ایس آر 1005

کی سماعت، تشخیص کا معقول موقع دینے کے بعد کرے گا۔ ایسی مدت اور اس کے بعد کی تمام مدتوں کے سلسلے میں ڈیلر کی طرف سے واجب الادا ٹیکس کی رقم، اگر کوئی ہو اور کلکٹر ہدایت دے سکتا ہے کہ ڈیلر جرمانے کے طور پر، اس طرح کی تشخیص شدہ رقم کے علاوہ، اس رقم کے ڈیٹھ گنا سے زیادہ رقم ادا کرے۔ ہمارے سامنے یہ دلیل دی گئی ہے کہ کئی سہ ماہیوں کے لیے ایک نوٹس جاری کیا گیا تھا اور ہر سہ ماہی کے لیے الگ سے تشخیص کی گئی تھی۔ چار سہ ماہیاں 4 جولائی 1951 کو اور آٹھ سہ ماہیاں 29 اگست 1951 کو۔ یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ غیر قانونی تھا۔ ہم اس دلیل کو درست تسلیم کرنے سے قاصر ہیں۔ دفعہ 12 (5) ایک مدت کی بات کرتا ہے، اور یہ مدت ایک چوتھائی سے زیادہ پر مشتمل ہو سکتی ہے۔ تاہم، ریٹرن فارم IV میں جمع کروانا ہے جو اس کے ساتھ قاعدہ 20 ایس ایس ٹیکس رولز پڑھا جانا چاہیے، 1947 کے مطابق، تشخیص شدہ شخص کو ہر سہ ماہی کے لیے اپنے کاروبار کی تفصیلات فراہم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے تشخیص ہر سہ ماہی کے قابل ٹیکس کاروبار پر کی جانی چاہیے۔

آخر میں، یہ دلیل دی گئی ہے کہ دفعہ 12 (5) کے تحت کوئی نوٹس نہیں تھا۔ کچھ تین سہ ماہیوں کے لیے اور اس لیے ان سہ ماہیوں کے لیے تشخیص کے احکامات کو خراب قرار دیا جانا چاہیے۔ اپیلٹ اتھارٹی نے نشاندہی کی ہے کہ کچھ تین سہ ماہیوں تک بھی تشخیص کرنے والے افسر نے پہلی پانچ سہ ماہیوں میں تشخیص کے احکامات دینے کے بعد مدعا علیہ کو اپنے کھاتے پیش کرنے کی ہدایت کی تھی، لیکن کوئی حساب پیش نہیں کیا گیا۔ دفعہ 12 (5) ڈیلر کو سماعت کا معقول موقع دینے کے بعد تشخیص کرنے والے اتھارٹی کو "بعد کے تمام ادوار" کے لیے بہترین فیصلے کی تشخیص کرنے کے قابل بناتا ہے۔ موجودہ معاملے میں کچھ تین سہ ماہیوں کے حوالے سے بھی ایسا موقع دیا گیا تھا، اور ہم یہ ماننے سے قاصر ہیں کہ کچھ تین سہ ماہیوں کی تشخیص خراب تھی۔

اوپر دی گئی وجوہات کی بناء پر، ہمیں اس اپیل کی اجازت دینی چاہیے، ہائی کورٹ کے

5 ستمبر 1955 کے فیصلے اور حکم کو کالعدم قرار دینا چاہیے، اور مدعا علیہ کی رٹ پٹیشن کو مسترد کرنا چاہیے۔ اپیل کنندگان ہائی کورٹ اور اس عدالت میں کارروائی کے اپنے اخراجات کے حقدار ہوں گے۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔